از قلم عظمیٰ ضیاء

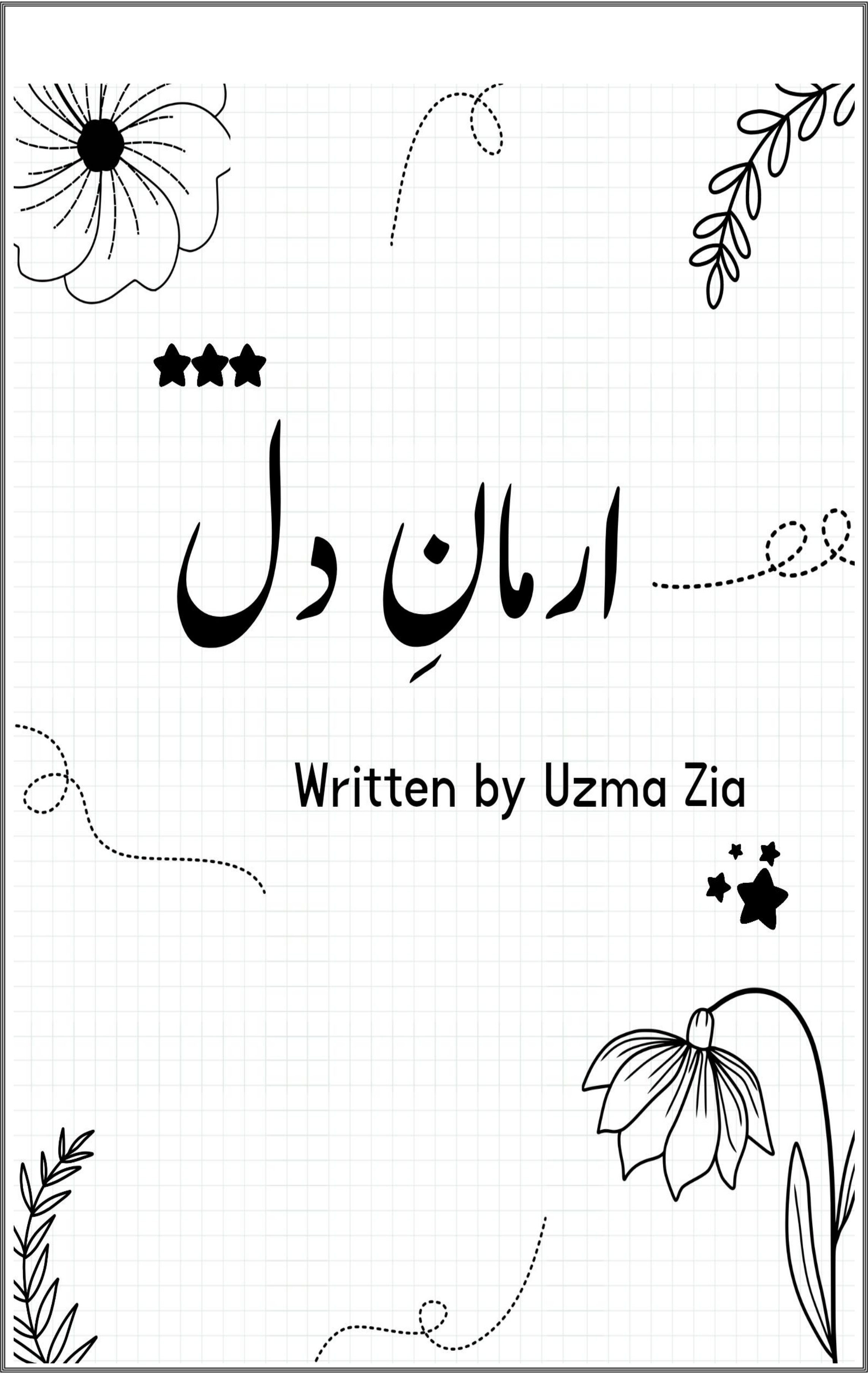

اہم بات:

ارمانِ دل جیسے کہ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اب یہ کتاب آؤٹ آف اسٹاک ہے۔ سیکنڈ ایڈیشن کا فی الحال کوئی پلین نہیں۔۔ جیسے ہی سیکنڈ ایڈیشن کا پلین بنے گا ہم آپکو انفارم کر دیں گے۔۔ یہ مکمل کتاب (ای۔بک) پیڈ ہے۔
فی الحال ہم اس کی اقساط ریڈرز کے بے انتہاء اصرار پہ رائٹر کی اجازت سے اپلوڈ کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ کو ہماری یہ کاوش ضرور پسند آئے گی۔

نوٹ:

صرف ایستھیٹکس ناولز کو ہی اس کتاب کو آن لائن شائع کی اجازت دی گئی ہے۔
کوئی بھی سوشل میڈیا ویب کو اس ناول کو اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں۔۔

بحکم : مصنفہ عظمیٰ ضیاء

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read

اہم اعلان!

"اس تحریر کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ رائٹر کی اجازت کے بغیر کاپی کرنے والے کے خلاف قانونی قارہ جوئی کی جائے گی۔"

از قلم عظمیٰ ضیاء

ارمانِ دل
قسط نمبر 2

● ابتداء محنت

"ہاں۔۔صباء۔۔میں شام پانچ بجے تک آؤنگی۔جاب مل گئی مجھے۔آج ہی سے کنٹینیو کرنا ہے۔باقی سب گھر آکر بتاتی ہوں۔۔کام بہت ہے نا۔۔" اس نے اطلاع دی اور فون رکھا۔

"اچھا۔۔۔! ٹھیک ہے۔ " اس نے خوشی سے فون بند کیا اور کمرے سے باہر صحن میں آئی۔"امی! امی!"

"کیا ہو گیا ہے؟کیوں شور مچا رہی ہو؟ "اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ چارپائی پر سیدھا ہو کر بیٹھی،جہاں وہ سکینہ سے باتیں کرنے میں محو تھی۔

"وہ۔۔۔امی۔۔مسکان کو جاب مل گئی۔۔۔ابھی میری اس سے بات ہوئی۔۔۔" اس نے اسے اطلاع دی تو وہ خوشی سے بھر گئیں۔

از قلم عظمیٰ ضیاء

"یا اللہ تیرا شکر۔۔ چل سکینہ۔۔ اب دیکھنا کیسے ہمارے دن پھرتے ہیں۔" وہ اپنے پاس بیٹھی ہوئی سکینہ رشتہ والی سے بولی جو مزے سے پان کھانے میں مصروف تھی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے بہن۔۔ لیکن اسے ذرا پارلر کا چکر ہی لگوا لاؤ آج۔۔ ذرا حلیہ ٹھیک ہوا سکا۔۔" سکینہ نے اسکی طرف صاف انداز میں اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صباء نے قدرے غصے سے اسے دیکھا۔

"ہاں ہاں۔۔ کیوں نہیں۔۔ سب ہو جائے گا۔۔۔ اب میں اپنی صبا کو ہر وہ چیز دوں گی جو اس کو چاہیے۔" وہ صبا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی جبکہ اس نے اسکی بات کو ان سنا کر دیا۔

"ہاں! اچھا ذرا دو سو روپیہ تو دے دیتیں۔" وہ ذرا مسکا لگاتے ہوئے بولی۔

"ایک تو تم سکینہ۔۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ "یہ لو۔۔ ابھی ایک سو روپیہ ہی ہے میرے پاس۔" اس نے چادر میں بندھے روپے نکالے اور اسے پکڑائے۔

صباء کا بس چلتا تو سکینہ بی کا خون پی جاتی۔ وہ جب جب آتی بس ایک ہی چیز کی رَٹ لگائے رکھتی۔ یا تو صباء کے حلیے کے متعلق بات کرتی یا جہیز۔۔

"تم زیادہ غصہ نہ کیا کرو میری بچی۔۔ چائے تو بنا کر لاؤ۔۔ ساتھ میں کچھ بسکٹ اور نمکو بھی لیتی آنا۔۔"

اس نے ثریا کو دیکھا تو اس نے اشارۃً اسے سکینہ بی کی ہدایت پہ عمل کرنے کا کہا۔

وہ کچن میں آئی تو اسکا منہ خاصا اترا ہوا تھا۔ گڑیا جو اپنے لیئے میگی نوڈلز بنا رہی تھی،

اسکالٹکا ہوا منہ دیکھ کر سمجھ گئی کہ سکینہ بی نے پھر سے اسکے حلیے اور شخصیت پہ حملہ کر دیا ہو گا۔

اس نے چائے کے لیئے پانی چولہے پہ رکھا اور ٹرے میں کپ بالترتیب جوڑے۔

"تھوڑا زہر بھی ڈال دینا آپی۔۔" اسکا مشورہ سن کر صباء کے اداس چہرے پہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔"مشورہ برا نہیں ہے آپی۔۔۔"

اب کے وہ اور کھکھلا کر ہنسنے لگی۔"کاش میں ایسا کر سکتی۔۔۔ لیکن اس عورت کے قتل میں جیل جانے سے بہتر ہے پار لر ہی چلے جایا جائے۔"

"واؤ۔۔ دیٹس گریٹ۔۔۔" گڑیا خوشی سے جھلملا اٹھی۔"لیئر کٹنگ سوٹ کرے گی آپکو۔۔"

"اچھا۔۔بس۔۔بس۔۔۔ میں بال نہیں کٹوانے والی۔۔اور نہ ہی اپنے منہ پہ کوئی فیشل کرواؤں گی۔۔" اس نے منع کیا تو وہ اداسی سے منہ بنا کر رہ گئی۔

"پھر پارلر جانا کس لیئے ہے؟ پلاسٹک سرجری تو وہاں ہونے سے رہی۔۔۔" وہ بچوں کی طرح معصومانہ انداز میں بولی تو صبا کو اور ہنسی آگئی۔

****

مسکان کی جاب کو ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا تھا۔اس ایک ماہ کے عرصے میں اس نے اپنے کام اور لگن سے اپنی کارکردگی بہت اچھی دکھائی،دن رات محنت اور لگن سے

اسے کمپنی کی مینیجمنٹ میں جگہ مل گئی۔
وہ خوش تھی اور اس سے بھی کہیں زیادہ اسکی ماں خوش تھی کیونکہ اسے ہر مہینے ہزاروں روپے جو مل جاتے تھے۔وہ اسکی ماں تو تھی مگر سوتیلی، صرف روپے، پیسے کی حد تک۔۔

****

"تم سدھرو گی کہ نہیں۔۔ آخر مجھے آج بتا ہی دو۔۔
ورنہ میں آج تمھیں مار ہی ڈالوں گی۔۔۔" ثریا غصیلے لہجے میں اس پہ آ جھپٹی تھی۔
"مار دیں مجھے۔۔" گڑیا زارو قطار روئے جا رہی تھی۔
"مگر۔۔ سوچیۓ گا بھی نہیں کہ میں کاشف سے بات کرنا ختم کروں گی۔۔" وہ روتے ہوۓ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی تو اس نے اسے زنّاٹے دار تھپڑ رسید کرتے ہوۓ اس کے ہاتھ سے ٹیلی فون کا ریسیور پکڑ کر کریڈل پہ زور سے پٹخا اور اسکے بالوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہوۓ بولی۔" بے غیرت۔۔ ذلیل۔۔۔"
"امی۔۔۔ کیا کر رہی ہیں آپ؟؟" صبا نے فوراً سے آتے ہوۓ اس کا ہاتھ پکڑا کیونکہ وہ اسے ایک اور تھپڑ رسید کرنے ہی والی تھیں۔ اور اسکے بالوں کو اسکے ہاتھ سے چھڑوایا۔
"ذلیل کر کے رکھ دیا ہے اس کمبخت نے۔۔۔۔"

"امی! آخر ہوا کیا ہے؟؟ اسے ایسے کیوں مار رہی ہیں آپ؟؟" اب کے اس نے وجہ جاننے کی کوشش کی۔

"پوچھ اسی بے غیرت سے۔۔۔" وہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی، جبکہ وہ تھی کہ زار و قطار روئے جا رہی تھی۔

"ڈانٹ لیں۔۔۔ جتنا مرضی۔۔۔۔ مگر میں کاشف کے بغیر۔۔" وہ روتے ہوئے اپنے الفاظ مکمل کرنے ہی والی تھی کہ مسکان صحن میں داخل ہوئی۔

"گڑیا۔۔" اس نے ڈانٹ کر اسکی بات کاٹتے ہوئے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"اس ہی کی وجہ سے یہ سب بھگتنا پڑ رہا ہے مجھے۔۔۔" ثریا کا اشارہ صاف مسکان کی طرف تھا۔

"امی۔۔ میری وجہ سے؟" وہ قدرے آہستگی سے اور بے چارگی سے سوالیہ انداز میں بولی۔

"ہاں! ہاں! تمھاری وجہ سے۔ تمھارے ساتھ ہی تو آتی جاتی تھی۔۔۔ نظر نہیں رکھ سکتی تھی تم۔ آخر سوتیلی بہن جو ہوئی۔۔" وہ طنز کے تیر چلانے لگی۔

"امی۔۔" اس نے تیزی سے آنسوؤں کو آنکھوں کے کنارے سے رگڑ کر صاف کیا۔

"امی۔۔۔۔ ایسا تو مت کہیں۔۔ آخر ہوا کیا ہے؟ کیا وجہ ہے جو آپ؟" اس نے سوال کیا۔

"وجہ۔۔" ثریا چلائی۔ "پوچھ اسی بے غیرت سے۔" اس نے گڑیا کی طرف اشارہ

کیا اور سیخ پا ہو کر بولی۔

"وہ میرا پیار ہے، میری زندگی ہے۔۔ محبت کرتی ہوں میں اس سے۔۔ مر جاؤں گی، مگر میں اس کو نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔" وہ چلاتے ہوئے بولی۔

"تمھیں تو آج میں مار ہی ڈالوں گی۔۔" وہ غصہ سے اس کے اوپر آ جھپٹی۔

تھپڑوں کی بھرمار سے اسکا منہ تقریباً سرخ ہو چکا تھا۔

"امی۔۔۔" صبا اور مسکان دونوں اسے روکنے لگیں۔

بمشکل ہی وہ دونوں اس سے گڑیا کو چھڑوا پائی تھیں۔"

چلو گڑیا تم اندر۔۔۔۔" مسکان نے اسے اندر جانے کا کہا مگر اسکی ہٹ دھرمی ابھی بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"ماردیں۔۔۔ آپ تو چاہتی ہی یہی ہیں۔۔" وہ مزید بولی تو مسکان اسے گھسیٹتے ہوئے اندر کمرے تک لے آئی۔

"امی۔۔۔" صبا فوراً پانی کا گلاس پکڑ لائی اور اسے دیا۔" سنبھالیئے خود کو۔۔۔" ثریا چارپائی پہ آ بیٹھی۔ اسکا سانس کافی پھولا ہوا تھا۔

"آپی۔۔ چھوڑ دیں مجھے۔۔۔"

"خاموش۔۔۔۔" اس نے زوردار تھپڑ اسکے منہ پہ مارا۔"

آواز نہ نکلے تمھاری ذرا سی بھی۔۔۔۔" اس نے غصہ سے اسے ڈانٹتے ہوئے بیڈ پر بٹھایا۔

"کاشف۔۔۔کاشف۔۔۔کاشف۔۔۔حد ہوتی ہے ہر بات کی۔۔۔اور امی سے ایسے بات کرتے ہیں؟؟ تمیز بھول گئی ہو تم؟؟" اس نے غصہ سے اسے خوب ڈانٹا جبکہ گڑیا کی صرف سسکنے کی آواز ہی آرہی تھی۔"آخر ایسا کیا ہوا ہے؟؟ جو امی اس طرح سے۔۔۔" آخر اس نے خود کو ضبط کرتے ہوئے اس سے وضاحت مانگی۔

"امی کی تو بس عادت ہے۔۔۔" وہ سسکتے ہوئے بولی۔

"میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا۔۔" وہ غصہ سے بولی۔ " اب بتاؤ گی بھی کہ۔۔۔۔" اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

"آپ بھی مجھے ماریں۔۔۔امی بھی مارتی ہیں۔۔میں تو ہوں ہی اس لائق کہ جب کوئی چاہے مارتا جائے مجھے۔۔" وہ چلاتے ہوئے مزید پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"میری جان!" اب کی بار وہ نرمی سے بولی۔" اچھا۔۔۔چپ۔۔" اس نے اسے خاموش کروانے کی ناکام کوشش کی۔

"ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔امی تم سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہو گی جو انہوں نے تمھیں مارا ہے۔" اس نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"بے وجہ مارا ہے مجھے۔۔۔۔" وہ ذرا رک رک کر بولی۔" میں تو صرف کاشف سے فون پر بات کر رہی تھی۔۔۔" وہ سسکیاں بھرتے ہوئے بولی۔

"گڑیا! " وہ اسے دلاسا دینے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے، بے حد الجھ سی گئی تھی۔اس وقت اسکی حالت کے پیش نظر وہ اسے مزید کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔

اس نے اسے بکھرے بالوں کو سنوارا۔اسکے آنسو صاف کیے اور اسے میز پہ پڑی بوتل سے پانی کا گلاس بھر کر دیا۔کچھ دیر بعد وہ پر سکون ہو کر،اسکی گود میں ہی سر رکھ کر سوگئی تھی۔وہ اسکے سر کو سہلاتے سہلاتے خود بھی اسکے ساتھ ہی سو گئی تھی۔

آسمان پہ کب سیاہ اندھیرا چھایا دونوں کو اندازہ ہی نہ ہوا۔آنکھ کھلنے پہ اسے کمرے میں کافی اندھیرا اندھیرا محسوس ہوا۔وہ فوراً اٹھی۔کمرے کی لائٹ آن کی۔اس نے اپنے سر پہ موجود حجاب کو ذرا ڈھیلا کر کے اتارا اور کھڑکی کے پردوں کو پیچھے کرتے ہوئے آسمان پہ گہری نگاہ ڈالی۔چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ خوب چمک رہا تھا۔

"آپی! " گڑیا نے آنکھ کھُلتے ہی اسے پکارا۔

اس نے کھڑکی کے پردوں کو برابر کیا اور اسکے پاس آئی۔" کافی ٹائم ہو گیا گڑیا۔۔تم فریش ہو جاؤ۔۔میں کھانا لاتی ہوں۔۔"

ثریا سے مار کھانے کے بعد اسکے جسم کا ایک ایک حصہ درد میں مبتلا تھا۔

وہ کہنیوں کا سہارا لے کر اٹھی اور فریش ہونے کے لیئے چلی گئی۔

وہ کچن میں آئی۔کھانا برتن میں نکالا اور ٹرے میں رکھ کر باہر آئی۔اس سے پہلے وہ کمرے میں جا پاتی،اسکا سامنا اس سے ہوا جو خوب گہرے غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسکی نظروں میں اسکے لیئے حقارت واضح تھی اور تنبیہہ بھی۔

"یہ کھانا کہاں لے کر جا رہی ہو؟؟"

"امی۔۔وہ۔۔امی۔۔وہ۔۔" وہ بوکھلائی۔" وہ۔۔۔گڑیا کے لئے۔۔۔"

"جو حرکت اس نے کی ہے۔۔جی چاہتا ہے کہ اسکا کھانا پینا بند کر دوں۔خیر۔۔ سمجھا دینا اسے کہ اس لڑکے سے بات چیت ختم کر دے تو ہی بہتر ہے اسکے لیئے، ورنہ میں ٹانگیں توڑ دوں گی اس کی۔۔۔" اس نے غصے سے کہا اور سونے کے لئے کمرے میں چلی گئ۔

"شکر ہے دادا دادی نہیں ہیں یہاں۔۔۔ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔۔" اس کے جانے کے بعد اس نے خود سے سرگوشی کی۔

"مسکان۔۔ہمسائیوں کی طرف سے پلاؤ بھی آیا تھا۔

تم دونوں کے لیئے فریج میں رکھا تھا۔۔" صباء عشاء کے لئے وضو کرنے اٹھی تھی کہ اسے سیڑھیوں کے پاس اسے کھڑا دیکھ کر بولی۔

"ہاں۔۔۔" وہ اپنی سوچ سے آزاد ہوتے ہوئے بولی۔" جی۔۔۔لے لیا ہے۔۔" وہ ٹرے پکڑتے ہوئے اندر کمرے میں جانے ہی لگی تھی کہ اس نے اسے روکا۔

"رکو۔۔" صباء نے اسے پیچھے سے آواز دی۔" آج جو کچھ بھی ہوا بہت برا ہوا۔۔مجھے افسوس ہے امی نے تمھیں جو کچھ کہا۔۔" وہ قدرے تاسف سے بولی۔

"کوئی بات نہیں۔۔" مسکان سنجیدگی سے بولی لیکن اسکے چہرے پہ افسردگی صاف اور

واضح تھی۔

"اچھا۔۔ سنو تم جانتی ہونا کہ وہ عیسائی مذہب سے ہے۔ تو سمجھاؤ اسکو۔۔۔۔ جیسا اس نے آج کہا، سچ میں بہت غلط کہا ہے۔۔ جیسا وہ چاہتی ہے ویسا ممکن نہیں۔۔۔ تم سے گڑیا بہت اٹیچڈ ہے۔ سمجھاؤ اس کو۔۔۔ پلیز۔۔۔ "

وہ خاموشی سے اس کی ساری بات سن رہی تھی۔ "میں بس نماز پڑھ کر آ رہی ہوں۔۔ پھر اس سے بات کرتی ہوں۔۔ "

"جی۔۔ بے فکر رہیئے۔۔۔ "

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹرے لے کر کمرے میں چلی گئی۔

****

لنچ کے بعد کافی اکٹھے پینا دونوں کا معمول تھا۔ اور جب جب دونوں اس وقت بیٹھا کرتے، وہ اس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مسکان کے نام سے ضرور تنگ کرتا تھا۔ شکیل کو اسے تنگ کرنے کے لیئے ایک بہانہ چاہیئے تھا۔ اور وہ بہانہ اسے مل چکا تھا۔

"ویسے۔۔ اچھی خاصی بے عزتی کی تھی اس لڑکی نے تمھاری۔۔۔ "

شکیل اسے ایک ماہ پہلے کی بات یاد کرواتے ہوئے ہنسا۔ "کیا نام ہے اسکا۔۔ ہاں۔۔ مسکان۔۔" اس نے ذہن پہ زور دے کر اسکا نام یاد کیا۔

"اچھا۔۔۔ بس۔۔۔ بس۔۔۔ کیا تم ایک مہینے پہلے کی بات کو لے کر پھر سے بیٹھ گئے۔۔ چھوڑ بھی دو اب۔۔ ویسے بھی مس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی انہیں۔۔۔ "

اس نے وضاحتی انداز میں کہا۔

"انہیں۔۔۔واہ۔۔۔واہ۔۔۔۔" وہ انہیں پر زور دیتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنسا۔

جیسے اس نے کوئی شگوفہ چھوڑا ہو۔

"واہ! ارمان! اتنی عزت۔۔۔ خیر تو ہے نا۔۔" اس نے شرارتی انداز سے پوچھا۔

"خیر ہی ہے۔۔۔تم بکواس نہ کرو اب۔۔۔" اس نے زچ ہو کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"بکواس۔۔۔۔یہ بکواس ہے؟؟" وہ حیرانگی سے بولا۔

"ہاں۔۔۔" اس نے کافی کا کپ منہ کو لگایا۔

"یار۔۔۔تم بھی نا۔۔۔۔ "

وہ کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یار! محلے کی آنٹیوں جیسی نظر ہے تمہاری۔۔کیا دیکھ رہے ہو؟؟"

اس نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"کچھ نہیں۔۔" وہ ہنسا۔"بس دیکھ رہا ہوں کہ تم دور کیوں بھاگتے ہو محبت سے؟ ویسے محبت سے ڈرتے ہو کہ لڑکی سے؟میرا مطلب ہے کہ لڑکیوں سے؟؟؟" وہ سنجیدگی سے بولا مگر پھر شرارت بھرے لہجے میں اس سے سوال کیا۔

"دونوں سے۔۔۔۔" اس نے آنکھ مارتے ہوئے اس کی بات کا قہقہہ لگا کر جواب دیا۔

"افففف۔ارمان۔۔۔" اس کی بات سن کر وہ بھی قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"اچھا۔۔۔شام کو ملاقات ہوتی ہے اب۔۔بہت کام ہے ابھی۔۔۔۔"

اس نے فائلز کو پکڑ کر ہنستے ہوئے کمپیوٹر آن کیا۔

"اوکے اوکے۔۔تم اور یہ کام۔۔۔"وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"عجیب پاگل انسان ہے۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی بات کو ذہن میں لاتے ہوئے خود سے بولا۔" بس بہانہ چاہیئے اسے مجھے تنگ کرنے کا۔۔"

****

"میں امی سے کروں گی بات۔۔۔بے فکر رہو۔۔مگر وعدہ کرو تم کہ تم کل والی حرکت اب کبھی نہیں دہراؤ گی۔۔۔" اس نے اسے وارن کیا۔

"وعدہ نہیں کر سکتی میں۔۔" وہ عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔" مسکان قدرے خفگی سے بولی۔

"پھر میں کچھ نہیں کر سکتی۔۔گھر پر ہی بیٹھو تم۔۔۔۔" وہ ناراض ہوئی۔" چھوڑ دو کالج ۔۔پڑھائی۔۔سب کچھ۔۔"

"آپی! آپی! " وہ مسکان کو راضی کرنے کی کوشش کرنے لگی مگر اسکی طرف سے جواب نہ پا کر آخر ہار کر خود ہی بولی۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔میں کوشش کروں گی۔"

"کوشش؟؟" وہ حیرانگی سے بولی۔" نہیں۔۔ تمھیں وعدہ کرنا ہوگا مجھ سے۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔" گڑیا اس کی بات تو مان گئی تھی لیکن وہ اندر ہی اندر اسکے لیئے پریشان اور بے چین ہونے لگی تھی۔کیونکہ ایسے وعدے تو وہ ہر وقت کرتی تھی مگر پھر بڑی صفائی سے وعدہ خلافی بھی کر جایا کرتی تھی۔

"خوش اب؟؟" گڑیا نے سوال کیا۔

"ہاں!!" مسکان مسکرائی۔

"بس آپی۔۔ آپ مجھ سے ناراض مت ہوا کریں۔۔۔۔" وہ نمی والے لہجے میں بولی۔

"اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔ نہیں ہوتی ناراض۔۔۔۔" اس نے اسکی پیشانی کو چومتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔

وہ اسکے پاس سے اٹھی اور کمرے سے باہر صحن میں آئی، جہاں وہ چارپائی پہ بیٹھے مٹروں کو چھیل رہی تھی۔

"امی۔۔۔ آپ اسکے کالج جانے پر تو پابندی نہ لگائیں۔۔ پلیز۔۔۔"

جواباً ثریا نے لاپرواہی سے اسے دیکھا۔

"امی۔۔۔پلیز۔۔" وہ منمنائی۔" دیکھیئے نا! وہ مان گئی ہے۔۔ وہ نہیں کرے گی بات کاشف سے۔۔پلیز امی! مان جایئے نا۔۔۔"

صبا واش بیسن پر ہاتھ دھوتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"امی۔۔۔پلیز۔۔۔" مسکان نے پھر سے تکرار کی۔

"صبا۔۔ آپ ہی سمجھائیں نا امی کو۔۔۔۔" وہ اسے دور سے آتا دیکھ کر بولی۔

"امی۔۔۔ غصہ چھوڑیئے نا۔۔وہ بے چاری دو دنوں سے رو رہی ہے۔۔۔" صبا آخر کار اسے منانے کی کوشش میں کامیاب ہو ہی گئی تھی۔

"اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔ " آخر وہ ماں تھی سو اسے ماننا ہی پڑا۔" لیکن کل کو کوئی مسئلہ ہوا تو ذمہ دار تم ہی ہو گی مسکان۔۔۔۔ "

اسکی بات پہ صباء نے سپاٹ لہجے سے اسے دیکھا۔مسکان بھی کچھ لمحے کے لیئے چپ ہو گئی۔

"امی۔۔۔کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔" آخر کار اس نے خاموشی توڑی اور مسکراتے ہوئے اسے یقین دلایا۔" شکریہ۔۔ "وہ خوش تھی کہ وہ مان گئی ہے اور اب گڑیا کالج جا سکتی ہے اسکے لیئے یہی کافی تھا۔

****

"زندگی بھی نا۔۔۔۔ نجانے کتنے اسباق دیتی ہے۔کتنے غم۔۔ کتنی تکالیف۔مگر کوئی یہ نہیں جانتا کہ زندگی کو خود کتنا کچھ جھیلنا پڑتا ہے۔۔ان غموں اور تکالیف میں۔۔ ہر کوئی محبت کے لئے ہی زندگی کو اپناتا بھی ہے اور بعض اوقات بدگمان بھی ہو جاتا ہے۔جیسے

میں۔۔میں نے امی کی خواہش کے لئے زندگی کو اپنایا۔اور وہ مجھ سے بدگمان ہیں ۔۔لیکن میں بھی کیا سوچ رہی ہوں۔۔۔انہیں تو مجھ سے محبت ہی نہیں۔۔جہاں بدگمانیاں ڈھیرے ڈال لیں وہاں محبت کی گنجائش بھلا کب نکلتی ہے؟" مسکان لیمپ کی روشنی میں کرسی پر بیٹھی،میز پہ رکھی ڈائری پہ اپنے احساسات تحریر کرنے میں محو تھی۔

"امی کو سوتیلے پن کے طعنوں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔اور دوسری طرف گڑیا ۔۔۔" اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور لکھتے لکھتے ایک نظر گڑیا پر ڈالی،جو بیڈ پر سو چکی تھی۔

"کتنی محبت کرتی ہے نا مجھ سے۔۔میرے لیے اپنی محبت کو قربان کر دیا۔۔آج میری بات کو مان کر مجھ سے وعدہ کر کے۔۔گڑیا نے مجھے اتنی بڑی خوشی دی ہے۔۔کہ میں بیان بھی نہیں کر سکتی۔" لکھتے لکھتے اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔

"کیا وہ اب کی بار اپنا یہ وعدہ نبھائے گی؟؟" اسکے دل نے سوال کیا۔

"ان شاءاللہ!" اس نے پر امیدی سے زیرِلب کہا۔

"نجانے امی۔۔۔کب یہ سوتیلا پن کا لیبل ہٹائیں گی مجھ سے؟نجانے کب؟؟" اب کے اس نے سرد آہ بھری اور ڈائری پہ بڑا سا سوالیہ نشان بناتے ہوئے ڈائری کو بند کیا اور اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

❊❊❊❊❊❊❊❊❊

"آپ بس مجھے میری گاڑی دلوادیں ناتایاجان! " وہ بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے حسن صاحب سے فرمائش کررہی تھی۔

"ہاں۔۔۔پاپا۔۔۔" وہ جلدی سے بولا۔

"لیں دیں۔۔۔۔تاکہ ایکسیڈنٹ ہوا سکا۔۔مرے اور جان چھوٹے میری۔۔۔" وہ زچ ہو کر دھیما سا مسکرایا۔

"شاہ میر۔۔۔" انہوں نے غصے سے ڈانٹ کر اسکا نام لیا۔

"آج کے بعد یہ نازیبا الفاظ نہ سنوں میں۔" وہ بات کرتے کرتے آبدیدہ ہو گئے کیونکہ حیاء کے والد کا انتقال بھی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہوا تھا۔

"پاپا۔۔۔میں تو۔۔۔بس مذاق ہی کررہا تھا۔۔" انکی کیفیت دیکھتے ہوئے وہ شرمندہ ہوا۔

"سوچ سمجھ کر مذاق کرتے ہیں۔۔" انہوں نے اسے نصیحت کی۔

"اور حیاء بیٹی۔۔۔" وہ اس سے مخاطب ہوئے۔

"بے فکر رہو۔۔بس ڈرائیونگ سیکھ لو۔۔۔پھر انشاءاللہ۔۔میں اپنی بیٹی کو گاڑی لے دوں گا۔" حیاء کو سمجھاتے ہوئے انہوں نے پورے وثوق سے کہا۔

"جی۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔۔" اس نے خوش ہوتے ہوئے اپنا بیگ پہنا اور ساتھ ہی ساتھ شاہ میر کو منہ چڑھانے لگی۔

"ہاں۔۔۔وہ بھی بچوں والی۔۔۔" وہ ذرا آہستگی سے اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"تایا جان۔۔" وہ زچ ہوئی اور چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ بولی۔" سمجھالیں آپ اس کو۔۔۔یونیورسٹی میں بھی ایسے ہی کرتا ہے یہ موٹا۔۔۔" وہ نازک مزاجی سے اس کی شکایت کرنے لگی۔

"اوہو۔۔۔۔ صبح صبح ہی لڑائی؟؟" وہ ناشتہ لے کر آئی اور جوس کا جگ میز پر رکھا۔

"یہی لڑائی کرتا ہے ثناء آپی۔۔میں نہیں۔۔" وہ جوس گلاس میں ڈالتے ہوئے پینے لگی۔

"اوہو۔۔۔تم تو جیسے۔۔" اس سے پہلے کہ شاہ میر کوئی بات کرتا حسن صاحب نے ہنکار کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"یہاں تو حمایتی ہی بہت ہیں محترمہ کے۔۔۔یونیورسٹی جا کر پوچھتا ہوں۔۔۔ "

وہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اسے گھورنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ سلائس اٹھا کر نوش کرنے لگا جبکہ ثناء دونوں کو دیکھ کر ڈائننگ ٹیبل کی سامنے والی کرسی پر بیٹھی برابر مسکرائے جا رہی تھی۔

"رسا چلی گئی؟؟" انہوں نے ثناء سے دریافت کیا۔

"ہاں۔۔۔بہت تنگ کر کے گئی ہے۔۔" وہ تھکے لہجے میں بولی۔

"ہاں۔۔یہ لڑکیاں تو ہوتی ہی ایسی ہیں۔۔"

اس نے ایک نظر حیاء پہ ڈالی اور پھر ثناء سے بولا۔

"وہاٹ ڈو یو مین؟" وہ چڑ کر بولی۔

"اب میں نے کیا کہا تمہیں؟؟" اس نے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ اٹھایا اور انجان

بننے کی کوشش کی۔

"پاپا! دیکھ لیں۔۔۔میں تو آپی سے بات کر رہا ہوں۔۔اس کو پتا نہیں کیا مسئلہ ہے مجھ سے ؟؟"

"شاہ میر!" حسن صاحب نے ذرا زور دے کر اسکا نام لیا اور اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"میں ہی چپ رہوں ؟؟ لگتا ہے اب یہاں گونگے بن کے رہنا پڑے گا۔۔" وہ زچ ہو کر بولا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

ثناء، حیاء اور پاپا اس کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔

"آجاؤ اب جلدی میڈم۔۔۔وہ پلٹ کر منہ بسورتے ہوئے بولا اور ان سب کو ہنستا ہوا دیکھ کر جاتے ہوئے اسے کہہ گیا۔

"زیادہ دیر ویٹ نہیں کروں گا۔۔۔۔"

اسکی بات اور لہجے میں دھمکی واضح تھی لیکن وہ تھی کہ اندر ہی اندر اس کے رویے پر مسکرا رہی تھی۔اس نے کھلے بالوں کو کیچر لگایا اور تیزی سے اٹھی اور وہاں سے جانے لگی۔

"چلتی ہوں۔۔کہیں چھوڑ ہی نہ جائے۔۔" اس نے ثناء سے کہا تو وہ کھکھلا کر ہنسی۔

"اتنی جرات نہیں اسکی۔۔" ثناء کی بات پہ حسن صاحب گہرے انداز سے مسکرا دیے۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

"مے آئی کم اِن؟؟" مسکان نے جواد سے اجازت طلب کی۔

سر پہ اسکارف لیئے، وہ بہت دلکش لگ رہی تھی، اسکا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ جواد نے اسے بغور دیکھا اور پھر فوراً سے بولا۔

"یس۔۔ کم اِن۔۔ "اسے آتا دیکھ کر وہ مسکرایا اور اسے اشارۃً بیٹھنے کے لیئے کہا۔

"ہیوا ے سیٹ پلیز۔۔" وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے بڑے بارعب انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"جی۔۔۔"وہ کرسی پر بیٹھی۔"ان فیکٹ ذرا بزی تھی تو آنے میں دیر ہو گئی۔"وہ معذرتانہ لہجے میں بولی۔

"نو۔۔نو۔۔اِٹس اوکے۔۔" کرسی کو حرکت دیتے ہوئے وہ ذرا میز کی طرف جھکا۔

"مجھے آپ سے کچھ اہم بات کرنی تھی۔ آپ تو جانتی ہیں نا۔۔۔ کہ میں نے ہی آپ کو یہاں جگہ دی۔۔۔"

اسے اسکا لہجہ ذرا مشکوک معلوم ہو رہا تھا۔ جسے اس نے اپنا وہم جان کر اگنور کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔

"جی۔۔۔ آپ کا احسان ہے سر۔۔۔"وہ اظہارِ تشکر سے بولی۔

"ہاں۔۔بس مجھے اسی سلسلے میں۔ آپ سے کچھ مطلب کی بات کرنا تھی۔۔" وہ اس پر

گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"مطلب کی بات؟؟" وہ چونکی۔

"ہاں۔۔۔"

"مگر میں سمجھی نہیں۔۔" وہ الجھی۔

"سمجھ جاؤ گی۔۔۔" اب کے وہ ہنستے ہوئے کرسی کو گھمانے لگا۔" آپ کو تو یاد ہو گا کہ کن شرائط پر آپ کو اپوائنٹ کیا گیا ہے؟؟"

"جی سر! میں پوری کوشش کر رہی ہوں۔۔۔۔انشاء اللہ ہر ممکن کوشش کروں گی اس کمپنی کی ترقی کے لئے۔۔۔ "اس نے مسکراتے ہوئے اس سے عہد کیا۔

"ترقی کے لیئے کوشش ہی تو نہیں کرنی۔۔" وہ زیرِ لب بولا۔

"جی؟؟؟ میں نے سنا نہیں؟؟" اس کے ماتھے پہ پریشانی سے شکنیں پڑ گئیں۔

اس نے سر کو جھٹکا۔" ہاں وہ سب تو ٹھیک ہے مگر۔۔"وہ بات کرتے کرتے رک سا گیا۔

"مگر کوئی پرابلم ہے سر؟؟" اسکی بات کو مکمل طور پر جاننے کے لئے اس نے اس سے سوال کیا۔

"نہیں پرابلم تو نہیں۔۔۔۔ خیر۔۔ایک بات تو بتایئے مس مسکان؟؟" وہ مسکراتے ہوئے بات کو طویل کرنے لگا جس پہ اسے اندر ہی اندر اس پہ غصہ آ رہا تھا۔

"سی۔ای۔او۔ارمان صاحب کیسے لگتے ہیں آپ کو؟؟" اس کا لہجہ ذرا عجیب تھا۔

"جی۔۔۔" وہ حیران ہوئی۔" میں سمجھی نہیں۔۔" اور کچھ کنفیوز بھی ہوئی۔

"سر۔۔۔" اسکی خاموشی اور تاثر کو بھانپتے ہوئے آخر وہ خود ہی بولی۔

"مجھے بہت کام ہے۔۔میرا خیال ہے مجھے چلنا چاہیئے۔۔۔" وہ وہاں سے جانے ہی والی تھی کہ جواد بولا۔

"رکیئے تو۔۔آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا؟؟ دیکھیئے مس مسکان! مت بھولئے کہ آپکو جاب میں نے ہی دی ہے یہاں۔۔مجھے یہ رویہ پسند نہیں۔۔کہ میں بات کر رہا ہوں اور۔۔۔ "اسکا سفاک چہرہ اسے خوف میں مبتلا کر گیا۔وہ وہاں سے آناً فاناً نکل گئی تو اسکے الفاظ ادھورے ہی رہ گئے۔وہ بہت ڈر گئی تھی کہ آخر ایسا کیا ہوا جو" جواد" اس قدر بھڑک رہا ہے۔اسکا لہجہ بے حد ہولناک اور تشویش ناک تھا۔

" سمجھتی کیا ہے یہ آخر۔۔" اسکے جانے کے بعد وہ غصے سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے خود سے بولا۔

وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے سیکنڈ فلور پہ آئی۔اسکا سانس اسکی آنکھوں میں چھپی وحشت کو دیکھ کر خوف کے مارے کافی پھول چکا تھا۔اس نے خود کو نارمل کیا اور آفس نمبر تھرٹی میں داخل ہوئی،جہاں انشراح کمپیوٹر پہ کام کر رہی تھی۔

"شکر ہے تم آ گئی۔۔میں کھانا گرم کر لاتی ہوں۔۔تم جلدی سے کام نمٹاؤ اپنا۔۔۔" اس نے اتنا کہا اور کینٹین میں کھانا گرم کروانے کے لیئے چلی گئی۔

کوئی دس منٹ بعد ہی وہ واپس آ چکی تھی۔

"ہو گیا کام ؟؟" اس نے ٹفن میز پہ رکھا اور اس سے بولی۔
اسکی طرف سے گہری خاموشی تھی۔ وہ کمپیوٹر اسکرین پہ نظریں گاڑھے ہوئے تھی۔
اب کہ انشراح نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ " کہاں گم ہو ؟؟"
"ہاں۔۔۔ نہیں۔۔ کہیں۔۔ نہیں۔۔"وہ بوکھلائی کیونکہ ابھی تک وہ جواد کے غصے کے زیر اثر تھی۔
"اوہو۔۔ کیا ہو گیا ہے ؟؟" اسکی بوکھلاہٹ کو جاننے کی کوشش کرتے ہوئے وہ بولی۔
"ہاں۔۔۔۔بس تھک گئی ہوں بہت۔۔۔" وہ تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہوئے جمائیاں لینے لگی۔
"اممم۔۔۔۔اچھا چھوڑو یہ کام وام۔۔۔ ویسے بھی دس منٹ رہ گئے ہیں بریک میں۔۔۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولی۔
"ہاں بس دو منٹ۔۔۔" اس نے جلدی سے کام مکمل کیا۔
فون کی بیل پہ انشراح نے فون اٹھایا۔
کمپیوٹر سکرین سے نظریں ہٹاتے ہوئے اس نے اسکی طرف دیکھا۔ وہ جان چکی تھی کہ فون کس کا ہو گا۔ ایک خوف نے اسے دوبارہ آگھیرا تھا۔ آخر جواد اس سے چاہتا کیا ہے ؟ وہ اسے کیسی لڑکی سمجھ رہا ہے ؟ اور وہ اس سے کن شرائط پہ پورا اترنے کی امید لگائے ہوئے ہے ؟
"جی سر۔۔ جی بس دو منٹ۔ میں کہتی ہوں۔۔" اس سے بات کرنے کے بعد اس نے

فون رکھا۔

"مسکان۔۔۔" وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں انشراح۔۔ "

"جواد سر نے بلایا ہے تمھیں۔۔"

"جواد سر نے۔۔۔" وہ چونکی۔

"ہاں۔۔۔تو اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے؟؟ پاگل! جلدی جاؤ۔۔۔اور جلدی آنا۔ مل کے لنچ کرتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اس سے بولی۔

مسکان بمشکل ہی خود کو کھڑا کر پائی تھی۔اس کے غصے کو ذہن میں لاتے ہوئے وہ بہت حد تک گھبرا چکی تھی۔اسکے چہرے پہ موجود سفاکیت سے وہ پہلے ہی خوفزدہ تھی اور اب اسکا دوبارہ پیغام سن کر اسکا دل دھل کر رہ گیا تھا۔اسکے آفس روم تک آتے آتے اسکے ذہن کو کئی وہموں اور گمانوں نے آگھیرا تھا۔

جوں ہی اس نے دروازے پہ دستک دے کر اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ بلا تاخیر شرمندگی سے اٹھ کھڑا ہوا اور معذرتانہ انداز میں بولا۔

"سوری مس مسکان۔۔۔۔سوری کہ میں نے آپ سے اتنے غصے میں بات کی۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"

وہ حیران تھی کہ وہ اس سے سوری کیوں کر رہا ہے؟"اِٹس اوکے۔۔ "

اس نے اتنا کہا اور وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ اس نے اسے روکا۔

"بیٹھیئے۔۔مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔" وہ جاتے جاتے رکی۔

"جی۔۔۔میں یہاں ہی ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کہیئے۔۔۔ "

وہ جہاں تھی،وہیں کھڑی رہی۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔آپ نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔۔"

وہ اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔" وہ بمشکل ہی مسکرا پائی تھی۔

****

"آپی۔۔۔" اس کو گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا دیکھ کر گڑیا نے اسے پکارا۔وہ ابھی بھی جواد کی کہی ایک ایک بات کے زیرِ اثر تھی۔"کوئی اتنا بے حس کیسے ہو سکتا ہے؟اتنا پنچ اور گھٹیا۔۔۔"

"آپی۔۔۔" اسکی طرف سے جواب نہ پا کر اس نے اسے مکرر پکارا۔

" آپی۔۔۔" اب کی بار اس نے اسکو ہاتھ لگا کر ہلایا۔

"ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔۔" وہ اپنی سوچ سے آزاد ہوئی۔"کیا ہوا؟؟"

"مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔۔البتہ آپ کا پتہ نہیں۔۔کہاں گم ہیں آپ؟؟ "

اس سے جواب طلب کرتے ہوئے وہ اسکے پاس آ بیٹھی۔

"کچھ نہیں۔۔۔بس آج بہت تھک گئی ہوں۔۔" وہ تھکن کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا۔۔۔چائے پئیں گی؟؟"

"نہیں گڑیا۔۔کافی بنالاؤ۔۔۔۔"اس نے بالوں کو باندھتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"اچھا۔۔۔ابھی لائی۔۔" وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئ۔

گڑیا کو وہاں سے گئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ثریا وہاں آموجود ہوئی۔"مسکان۔۔۔"

"امی! آپ! آیئے۔" وہ بیڈ پر پاؤں سمیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولی اور اسے بیٹھنے کے لیے جگہ دی۔

"کیسی ہو میری بچی؟" وہ مکروفریب سے بھرا میٹھا لہجہ استعمال کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"جی۔۔ٹھیک ہوں۔۔" وہ اسکی میٹھی گفتگو کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"وہ۔۔مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت تھی میری بچی۔۔۔ "وہ اہم مدعے پہ آئی۔

"جی۔۔امی۔۔کتنے پیسے؟

"کچھ زیادہ نہیں۔۔۔یہی کوئی دس ہزار۔۔ "وہ ایسے بولی جیسے دس روپے ہوں۔

"دس ہزار۔۔" وہ حیران ہوئی۔

"ہاں! اصل میں صبا کے سسرال والے دن مقرر کرنے آرہے ہیں۔۔ اب کھانے کے انتظامات میں اور باقی کے کاموں میں تو پتہ ہی نہیں لگتا کہ پیسے کہاں گئے؟ پیسے بھلا کب کچھ بناتے ہیں؟" وہ خود کو مجبور پیش کرتے ہوئے بولی۔

"جی۔۔ مگر امی۔۔ ابھی تو نہیں۔۔" وہ معذرتانہ لہجہ میں بولی۔" دس دن تک سیلری آئے گی پھر۔۔"

"ارے۔۔بی بی۔۔ تم سیدھا اور صاف صاف کہو کہ تم نہیں دینا چاہتی۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے ذرا تلخ لہجہ میں بولی۔ اسکا حال پل میں تولہ، پل میں ماشہ والا تھا۔

"امی۔۔ نہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔ پہلی سیلری ساری آپکو ہی دے دی تھی۔۔ اب دس ہزار تو نہیں ہیں صرف دو ہزار ہیں۔۔ گاڑی کے کرایے کے لیے۔ کہتی ہیں تو یہ دے دوں؟؟" وہ بیگ میں سے روپے نکالتے ہوئے اسے پکڑانے لگی۔

"رکھو تم یہ پاس۔۔ میری غلطی جو تم سے کہنے کے لیے آگئی۔۔"

وہ غصہ سے اس کے پاس سے اٹھی اور وہاں سے چل دی جبکہ مسکان کی آنکھوں میں بے بسی کے آنسو تیرنے لگے تھے۔ گڑیا کو دیکھتے ہی وہ فوراً سے نارمل ہوئی۔

"یہ لیجیئے گرما گرم کافی۔۔" اس نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔" کیا کہہ رہی تھیں امی ۔۔" اس نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔" ۔اس نے کافی کے مگ کو ذرا مضبوطی سے پکڑا اور گرم کافی کی تپش محسوس کرتے ہوئے، اس نے خود کو ضبط کرنا چاہا۔

"اُمم۔۔ تو اتنی سنجیدہ کیوں ہیں آپ؟؟ کچھ تو کہا ہے انہوں نے جو آپ بتا نہیں رہیں ۔۔" وہ اسکی سنجیدگی کو جانچ کر سوال کرنے لگی۔

"کچھ نہیں گڑیا۔۔" وہ زچ ہو کر بولی تو گڑیا اسکا لہجہ دیکھ کر خاموش سی ہو کر رہ گئی۔

"خیر۔۔" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔ " کافی بہت مزے کی بنائی ہے تم نے۔۔" وہ بات کو بدلتے ہوئے اسکی تعریف کرنے لگی جس سے گڑیا قدرے گہرے دل سے مسکرانے لگی۔

"شکریہ۔۔۔شکریہ۔۔" گہری مسکراہٹ لیئے گڑیا خوش تھی۔

****

اس کو سیڑھیوں سے اوپر جاتا دیکھ کر اس نے آواز لگائی۔"ارمان بھائی۔۔ "

"ہاں شاہ میر۔۔" اس نے پلٹ کر جواب دیا۔"کیا بات ہے؟"

"بھائی۔۔وہ۔۔۔" وہ ہچکچاتے ہوئے ذرا رک رک کر بولا۔

"اوہو۔۔خیر تو ہے نا۔۔جلدی بولو۔۔۔کام سے آیا ہوں آفس سے۔۔"

"جی۔۔۔وہ اصل میں آپ کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ "وہ دھیما دھیما سا مسکرائے جا رہا تھا۔

"ٹائر پنکچر ؟" وہ حیران ہوا۔" ابھی میں خود ڈرائیو کر کے ہی آیا ہوں۔یہ پانچ منٹ میں؟؟" وہ بات کی وجہ جاننے کے لئے وضاحت دینے لگا۔

پانچ منٹ میں تو کیا؟پانچ سیکنڈ میں بھی۔۔یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ قہقہہ لگاتے ہوئے کاریڈور میں داخل ہوئی۔

ارمان کی ایک نظر شاہ میر پہ تھی تو اور دوسری نظر حیا پر، جو زور زور سے ہنسے جارہی تھی۔ "مطلب؟" وہ جواب لینے کی غرض سے بولا۔

"مطلب یہ کہ۔۔رات کو۔۔۔"

"اچھا۔۔۔" وہ اس کی بات کو کاٹتے ہوئے بولا کیونکہ وہ انکی شرارت کو سمجھ چکا تھا۔

"اب سمجھا۔۔یہ تم دونوں کی حرکت ہے۔۔۔رات کو ٹریٹ نہیں دی تو یہ۔۔۔تم لوگوں نے بدلہ پورا کیا۔۔۔" وہ خفگی سے بولا۔

"جی۔۔۔بالکل۔۔" وہ سر کو ذرا خم دے کر بولی۔" اب آپ کو منہ لٹکانے کی ضرورت نہیں۔۔" وہ اسے منہ چڑھاتے ہوئے بولی۔

"حیاء کی بچی۔۔۔آج میں ضرور دیتا ٹریٹ۔۔۔مگر اب تو بالکل بھی نہیں۔۔ "

اس نے ان دونوں کو خوب ڈانٹا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔اب آفس بس میں جایئے گا ارمان حسن۔۔۔حسن انٹرپرائزز کے لختِ جگر۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تو حیا نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

"چھوڑوں گا نہیں تم دونوں کو۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"تو کون کہہ رہا ہے چھوڑیئے۔۔۔" وہ مذاحیہ انداز میں بولی۔ "

اینی وے۔۔ہم آپ کو ڈراپ ضرور کر دیں گے اگر آپ۔۔۔۔" اسکے ادھورے لفظوں میں شرط واضح تھی۔

"کیا۔۔۔" وہ اگر کہنے کی وجہ جاننے لگا۔

"ویری سمپل۔۔ آج ہمیں بیچ پر بھی لے کر جانا ہوگا اور ہوٹل بھی۔۔"

حیاء کی جگہ شاہ میر نے اسکی بات کا جواب دیا۔

"کمینے ہو تم لوگ۔۔" اس نے دونوں کو گھورا۔"

اچھا ٹھیک ہے۔۔ میں لیپ ٹاپ لے کر آتا ہوں۔۔۔" وہ فوراً سے سیڑھیاں چڑھا۔

لیپ ٹاپ لے کر نیچے اترتے ہوئے وہ ان دونوں سے بولا۔

" ویسے۔۔۔ تم لوگ خود بھی جا سکتے تھے۔۔۔۔ بیچ اور ہوٹل۔۔۔"

"ہاں۔۔۔" شاہ میر ارمان کی طرف دیکھنے کے بعد حیاء کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"مگر مفت میں جانے کا تو مزہ ہی کچھ اور ہے۔۔ "

دونوں ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے باہر گیراج کی طرف بڑھے۔

"یہ ہوٹلنگ کا ہی نتیجہ ہے کہ تم دن بہ دن موٹے ہو رہے ہو۔۔"

اسکی طرف سے اسکی جسامت پہ حملہ کیا گیا تو وہ منہ بسور کر رہ گیا۔

حیاء نے اسے نظروں کے اشارے سے کسی بھی قسم کے ردِ عمل کے اظہار سے منع کیا تو وہ ذرا نارمل ہوا اور مسکرا دیا۔ ارمان ان دونوں کی ملی بھگت پر دبے دبے انداز میں مسکرائے جا رہا تھا۔

اسکی پوری روٹین میں سے ایک یہی وقت تو اسے بھاتا تھا جب وہ ان دونوں کے ساتھ،

دونوں کی شرارتوں سے محظوظ ہوتا تھا۔

* * * * * * * * *

انہیں چارپائی پر بیٹھا دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔"دادی! آپ؟؟؟ "گھر کے اندر داخل ہوتے ہی فوراً سے بیگ اتارتے ہوئے وہ ان کے گلے جالگی۔" آپ کب آئیں؟؟؟ کیسی ہیں آپ؟؟ داداجان کہاں ہیں؟؟؟ کیسا ہے میرا لاہور؟؟ "

وہ پرجوش ہوتے ہوئے ان سے سوال پہ سوال کرنے لگی۔

"مسکان۔۔میری بچی۔۔سب ٹھیک ہے۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔ سانس تو لے لو ۔۔۔" وہ ہنستے ہوئے اس سے بولیں۔

"جی۔۔۔میں نے بہت یاد کیا آپ کو۔۔ سچی مجھے تو آپ میں لاہور کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے ان کے پاس بیٹھ گئی۔

"بس یہی محسوس کرنا۔۔ہماری ضروریات کا تو احساس ہی نہیں۔۔۔" وہ کرواہٹ بھرے لہجے میں بولی۔اسکی خوشی آخر اس سے کہاں برداشت ہوتی تھی؟

"ثریا۔۔۔" دادی نے ذرا سخت لہجے سے اسکا نام لیا۔

"ہاں۔۔۔اماں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔" وہ سبزیاں لے کر چارپائی پر بیٹھ کر کاٹنے لگی ۔

"امی۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔"اس کی مسکراہٹ اور خوشی سب غائب ہو گیا

تھا۔" یہ لیجیئے۔۔" اس نے روپے بیگ میں سے نکالتے ہوئے اسکے سامنے کیے۔

"بس۔۔۔دیکھا۔مجھے پتا تھا۔۔ تمھارے پاس پیسے ہیں۔۔یہ الگ بات ہے کہ تم دینا نہ چاہو۔۔۔"اس نے طنز کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پیسے پکڑے۔

"ارے ثریا۔۔ایسی بات ہوتی تو وہ دیتی ہی کیوں؟؟" دادی مٹر چھیلتے ہوئے اس کی، اسکے کام میں مدد کروا رہی تھیں۔

"بس۔۔۔آپ کو پتا نہیں۔۔میں جانتی ہوں اچھے سے اسے۔۔۔آپکے سامنے نمبر بنانے کے لئے پیسے دے رہی ہے ابھی۔۔" اسکی خود ساختہ بات پہ اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر اسے دیکھا۔اسے ہونٹوں پر ایک چپ سی طاری ہو گئی تھی۔

"اب یہاں بیٹھے بیٹھے کیا کرنا ہے؟؟جا کر چاول بنالو۔۔۔"

اسکو وہاں خاموش بیٹھا دیکھ کر وہ حکمیہ انداز میں بولی۔

"جی۔۔۔" وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ دادی بیچارگی سے اسے دیکھتے ہی رہ گئیں۔ وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

"کیوں اسے طعنے دیتی ہو آخر؟؟"دادی اسے سمجھانے لگیں۔

"اماں۔۔۔آپ تو چپ ہی رہئیے۔۔۔" وہ انہیں کاٹ کھانے کو بولی تو وہ خاموش ہو کر رہ گئیں۔

* * * * * * * * *

"یہ زندگی ایسی کیوں ہے آخر؟؟اور اس دنیا کے لوگ بھی؟؟ جس کا جتنا کرو وہ اتنا ہی بدگمان اور بدظن ہو جاتا ہے۔۔۔ آخر کیوں؟؟

میں نے دادی کے سامنے نمبر بنانے کے لئے تو بالکل بھی پیسے نہیں دیئے۔

پھر امی کو ایسا کیوں لگتا ہے؟؟" وہ پیازوں میں گھی ڈالتے ہوئے انہیں بھون رہی تھی اور اپنی ہی سوچوں میں مگن خود سے باتیں کر رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں کہ کیسے میں نے ارینج کیئے ہیں پیسے۔۔ جس انسان سے لیئے۔ اس انسان سے نجانے کیوں مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔ لیکن کیا کرتی آخر؟؟ خیر۔۔ مجھے جلد از جلد ہی اسے پیسے واپس کرنے ہوں گے۔۔ جو ادسر کا غصہ اور اس دن کا رویہ اور اب کا رویہ۔۔۔ اتنا بدلاؤ۔۔ بہت عجیب ہے۔۔۔ امی نے اگر نہ کہا ہوتا تو میں کبھی بھی۔۔۔" وہ اپنی سوچوں میں اتنا مگن تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ پیاز جلنا شروع ہو گئے ہیں۔

"آپی۔۔۔ آپی۔۔۔" گڑیا نے فوراً سے کچن میں آتے ہوئے ایک نظر پیازوں کو دیکھا تو دوسری نظر مسکان کو جو اپنی ہی سوچوں میں بہت مگن تھی۔ اس نے فوراً سے پانی کا گلاس لیا اور ہنڈیا میں ڈالتے ہوئے اسے ہلانے لگی۔

ہنڈیا میں سے اٹھنے والی "شوں" کی آواز سے وہ چونکی۔ اس نے جلدی سے اپنا دھیان ہنڈیا کی طرف کیا۔

"آپی۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔ کہاں گم ہیں؟" گڑیا نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔بس ذرا سر میں درد ہے۔۔ "اس نے تھکن کا اظہار کیا۔

"اممم۔۔ جایئے۔۔ آپ ذرا فریش ہو آیئے۔۔میں چاولوں کو دم لگا لیتی ہوں۔۔۔۔" وہ اسے پیشکش کرتے ہوئے مسکرائی جبکہ مسکان وہیں کی کھڑی رہی۔

"اب جایئے نا!" وہ زور دے کر بولی اور اسے وہاں سے زبردستی بھیجا۔"جا کر ریسٹ کریں۔۔"

وہ وہاں سے گئی تو اس نے ٹماٹر اور ادرک کاٹ کر پانی میں ڈالا۔

"آخر اتنا کام کریں گی تو تھکن تو ہو گی ہی۔۔ خیر کافی بھی بنا کر لے جاتی ہوں آپی کے لیئے۔۔" پانی کا ابال آنے پہ اس نے چاولوں کو پانی میں ڈالا اور دوسرے چولہے پہ کافی بنانے کے لیئے پانی رکھا۔

****

پریذنٹیشن کی تیاری کے بعد مسکان اسے تھکی تھکی محسوس ہوئی۔انشراح اپنا کام کرتے ہوئے بار بار اسے دیکھ رہی تھی۔مسکان اپنے خیالوں میں محو تھی۔

"تھینکس اے لاٹ سر۔۔میں آپ کا یہ احسان ساری عمر نہیں بھولوں گی سر۔۔۔ آپ کو جب بھی۔۔۔" جواد سے چیک وصول کرتے ہوئے اس نے اس کا شکریہ ادا کیا۔"آپ کو جب بھی مجھ سے کام ہو کہیئے گا ضرور۔۔"

"دیکھ لیجیئے گا مس۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اس پر گہری نظر ڈال کر بولا۔

"میرا کام ہو گا بہت مشکل۔۔۔سوچ لیجئیے۔۔۔"

"جی۔۔۔ آئی وِل ٹرائے مائی بیسٹ۔۔آپ کہئیے تو۔۔"

"بے فکر رہیں۔۔وقت آنے پر سب بتاؤں گا۔۔" وہ اب مسکراتے ہوئے کرسی کو گھمانے لگا۔

وہ اپنے خیال میں اس قدر محو تھی کہ اسے احساس ہی نہ ہوا کہ انشراح اسے بغور دیکھ رہی ہے۔" مسکان۔۔۔ "ہیلو۔۔۔؟؟ کہاں گم ہو؟" اس نے اسے ہلا کر پوچھا۔

"ہاں۔۔ کہیں نہیں۔۔۔"اس نے آنکھیں جھپکا کر اسے دیکھا۔

"کوئی مسئلہ ہے؟؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"نہیں تو۔۔۔؟؟بس تھک بہت گئی ہوں۔۔"

"اممم۔۔۔چلو۔۔۔کافی پیتے ہیں۔۔اینی وے۔۔۔ہو گئی کل کی پریذنٹیشن کی تیاری پھر۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔بس۔۔ہو ہی گئی۔۔۔وہ فائلز کو بند کرتے ہوئے کرسی پر سے اٹھی۔

دونوں کافی کے لیئے کینٹین تک آئیں۔

"اممم۔۔۔بیسٹ آف لک یار۔۔بس کل کی پریذنٹیشن کامیاب رہی تو۔۔۔ سمجھو مزید پروموشن۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے اسے مستقبل میں کامیابی کی امید دلا رہی تھی جواباً وہ بھی

مسکرا دی۔

"اوہو۔۔" اس نے کینٹین سے کافی لی اور موبائل پہ میسج بیپ سنتے ہی موبائل نکال کر میسج باکس کو کھولا۔

میسج باکس میں ملنے والے میسج سے اسکے چہرے کے زاویے بدل گئے۔"

تھکن تو تھکن۔۔اوپر سے غضب یہ ڈرائیور۔۔۔"وہ غصہ سے موبائل بیگ کے اندر رکھتے ہوئے کافی کا کپ مسکان سے پکڑتے ہوئے بولی۔

"گاؤں چلا گیا ہے۔ کہہ رہا ہے کسی ارجنٹ کام سے گیا ہے۔"

"اوہ۔۔۔" اس نے کافی کا کپ منہ کو لگایا۔"پھر اب؟؟"

"اب کیا یار۔۔۔لوکل ہی جانا پڑے گا۔۔۔ڈیڈ بھی نا !!

میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آباد میں بیٹھے ہیں۔۔۔" وہ غصے پر غصہ کیئے جا رہی تھی۔

"اب لوکل ہی جانا پڑے گا۔۔"شام کے ۵ بجے دونوں روڈ پر چلتے چلتے بس سٹاپ پر آ پہنچیں۔

"اوہ گاڈ۔۔۔کب آئے گی یہ گاڑی۔۔۔سچی! تم گریٹ ہو جو بس میں روزانہ دھکے کھاتی آتی جاتی ہو۔۔ "مسکان اس کی باتیں سن کر بس دھیما سا مسکرا دی۔

"ایک بات پوچھوں انشراح؟؟"

"ہاں۔۔۔پوچھو۔۔۔" وہ ہنستے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔"

بھلا اجازت کی کیا ضرورت ہے پاگل۔۔۔ دو باتیں پوچھو۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کے بازو پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

"تم جاب کیوں کرتی ہو؟؟ میرا مطلب ہے کہ جاب کی ضرورت تو نہیں ہے تمہیں تو پھر؟؟" وہ ذرا رک رک کر ہچکچاتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"مجھے پتہ تھا تم یہی پوچھو گی۔۔ مگر یہ میری مجبوری نہیں میرا شوق ہے۔۔۔ میرا پیشن ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اسی اثناء میں بس کے آتے ہی دونوں اس پر سوار ہو گئیں۔

گھر آتے ہی وہ فوراً سے اپنے کمرے میں جانے ہی لگی تھی کہ دادا جان کو دیکھتے ہی فوراً واپس مڑی اور صحن میں ان کے پاس آ بیٹھی۔" کیسے ہیں دادا جان؟؟"

"میں ٹھیک ہوں بیٹی۔۔۔" انہوں نے محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"تم سناؤ کیسی ہو؟"

"جی میں ٹھیک۔۔۔ "صبا فوراً اس کے لئے پانی لے کر آئی۔

اور کیسا رہا دن؟؟

"اللہ کا شکر ہے۔۔۔" پانی کا ایک گھونٹ گلے میں اتارتے ہوئے وہ ہولے سے مسکرائی۔

"امی کہاں ہیں؟؟" اس نے گڑیا سے پوچھا جو کچن سے باہر آ رہی تھی۔

"کیوں کوئی کام ہے؟؟" گڑیا فوراً سے اس کے پاس آ کر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ہاں۔۔۔" مسکان نے ایک لفظ میں جواب دینا ہی مناسب سمجھا۔

"اممم۔۔۔اچھا۔۔۔" وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔" آپی! دس دن بعد آپی صبا کی شادی ہے۔ آج لڑکے والے آئے تھے دن لینے۔" گڑیا خوش ہوتے ہوئے اسے بتا رہی تھی۔

"کچھ زیادہ جلدی نہیں ہے یہ تو۔۔۔"

وہ پریشانی سے صبا کی طرف دیکھتے ہوئے گڑیا سے بولی۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔" اس نے کندھوں کو اچکا کر کہا۔

"سنتی بھی تو نہیں ہے بہو کسی کی۔۔" دادا جان ذرا تلخ لہجے میں بولے۔

ابھی اسکا ذکر ہو ہی رہا تھا کہ وہ گھر کے اندر داخل ہوئی۔ان کے الفاظ اسکے کان میں پڑ چکے تھے۔"کیا برائیاں کر رہے ہیں آپ میری۔۔۔"

وہ دادا جان سے بولی تو وہ چپ ہو کر رہ گئے۔

"امی۔۔۔" صبا نے اسے چپ رہنے کا آہستہ سے کہا مگر اسے کہاں کسی کی پرواہ تھی؟ دادا جان وہاں سے اٹھے اور خاموشی سے کمرے میں چلے گئے۔

"یہ لو کپڑے۔۔۔باقی دو کام والے سوٹ آرڈر دے آئی ہوں۔بہت مہنگائی ہے۔۔ دس ہزار نے تو کچھ بنایا ہی نہیں آج۔۔۔" ایک نظر مسکان کی طرف دیکھتے ہوئے وہ صبا سے بولی۔مگر حقیقتاً وہ مسکان کو ہی سنا رہی تھی۔

"سمجھ نہیں آتا کیسے ہو گا سب؟؟ دن بھی تو کم ہیں نا۔۔۔"

وہ خود کو مجبور پیش کرتے ہوئے مسکان پر گہری نظر ڈالنے لگی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ یہ سب اسے ہی سنانے کے لیئے کہہ رہی ہے، تبھی وہ وہاں سے خاموشی سے اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اگلی صبح وہ بنا کسی سے بات کیے آفس کے لیئے نکل گئی۔

کسی سے بات کرتی بھی تو کیا کرتی؟ثریا کا خود غرض چہرہ اسے بے انتہاء تکلیف دیتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ سوچ چکی تھی، جب تک ثریا کے ہاتھ پہ پیسے نہ رکھ دے، اس سے کلام نہیں کرے گی۔

وہ ہاتھ میں کڑھائی کا فریم لیئے گم صم بیٹھی تھی کہ گڑیا کا کتاب پڑھتے پڑھتے اچانک اس پہ دھیان پڑا۔

"صباء آپی؟؟ کیا ہوا؟" گڑیا کوئی تین یا چار بار پوچھا۔

"ہاں۔۔نن۔۔نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔۔" وہ زبردستی مسکرائی۔

"کچھ تو ہوا ہے۔۔جب سے ہاجرہ آنٹی گئی ہیں میں نوٹ کر رہی ہوں آپ پریشان پریشان سی ہیں۔۔" اس نے کتاب کو بند کر کے گود میں رکھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔" وہ کڑھائی کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"گل بھائی نہیں پسند؟؟؟"

"ارے نہیں۔۔"وہ تیزی سے بولی جس پر وہ مسکرا دی۔

"پھر؟؟؟ہاجرہ آنٹی کی کوئی بات بری لگی؟"

"گڑیا۔۔مجھے وہ بہت لالچی معلوم ہوتی ہیں۔۔" وہ افسردگی سے بولی۔

"لالچی؟وہ کیسے؟؟" وہ ہنسی۔

"اممم۔۔۔اچھا انکی ڈیمانڈز سے آپکو لگ رہا ہے۔۔ہے نا؟"

"ہاں۔۔۔"

"اوہو۔۔آپی جو چیز انکے گھر میں نہیں۔۔بہتر ہے نا وہ۔۔وہ خود بتا دیں۔۔اور ویسے بھی آپکو خالی ہاتھ تو بھیجنا نہیں ہم نے۔۔۔" اس نے اسکو سمجھانا چاہا۔

"تم نہیں سمجھو گی۔۔خیر۔۔" وہ آہ بھر کر بولی۔

"آپکا وہم ہے آپی ایسا ویسا کچھ نہیں۔۔۔جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔خیر میں کھانا بنا لوں۔۔مسکان آتی ہی ہو گی۔" وہ اٹھی اور کچن میں چلی گئی۔

****

"اماں۔۔میں اس سے شادی نہیں کر سکتا۔۔پلیز ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔جواد بھائی سے تو پوچھ لیں۔" ایسا تیسری مرتبہ ہوا تھا کہ وہ اپنی ماں سے التجا کر رہا تھا۔انکی منت کر رہا تھا مگر وہ اپنی بات پہ بضد تھی۔

"چپ کر جا انگریز دا پتر۔۔۔جواد سے ہو گئی ہے میری بات اسے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔اب تو چپ کر جا۔۔ماں ہوں تمہاری۔۔غلط نہیں سوچا کچھ بھی تمہارے لئے۔۔" وہ

غصہ ہوئی۔

"اماں وہ سب تو ٹھیک ہے مگر۔۔سفینہ ؟؟"

"ایک دفعہ صبا سے شادی ہو جائے۔۔اسکے بعد سفینہ سے بھی کر لینا۔"

"مگر اماں۔۔۔۔" اس نے تکرار کی۔

"ارے بھئی چپ کر جا۔۔" وہ ڈانٹ کر بولی۔

"سفینہ کیا لا رہی جہیز میں ؟؟ہاں بولو؟" وہ طنزیہ بولی۔

"اماں۔۔بتایا تو تھا۔۔سوتیلی ماں بھلا کیا دے گی ؟؟"

"ہاں تو بس۔۔چپ۔۔صباء بہت کچھ لا رہی ہے اور بہت کچھ لائے گی بھی۔۔"
وہ لالچی انداز سے بولی۔

"اماں۔۔یہ ٹھیک نہیں۔۔ایک بار جواد بھائی سے۔۔۔۔"

"وہ نہیں آئے گا۔۔جب تک۔۔سیٹھ حسن شہباز کو برباد نہ کر دے۔۔" وہ سنجیدہ ہوئی۔

ان دونوں کے بحث ومباحثہ کی آواز اسکے کانوں میں صاف پڑ رہی تھی۔نارنجی رنگ کا دوپٹہ کندھوں پہ پھیلائے ہوئے وہ کپڑے استری کرنے میں مصروف تھی۔اس کے بال کیچر میں مقید تھے۔"روز روز ایک ہی بات۔۔افففوہ۔۔"

اس نے بے نیازی سے دونوں کو دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئ۔

"ایک وہ ہے جو یہاں نہ آنے کی قسم کھائے ہوئے ہے۔اپنی پسند کی شادی کر لی اور

ایک تم ہو اسی کی طرح ماں کے کسی فیصلے کی پرواہ نہیں تمہیں۔۔ بہتر ہے کہ میں ہی مر جاؤں۔۔ دو جوان بیٹے ہوتے ہوئے یہ حال ہے۔" وہ رونے لگی جس پہ گل خاموش ہو کر رہ گیا۔

وہ جب جب اپنی ماں سے بات کرتا، اسے اسکے اِسی ردِ عمل کا سامنا کرنا پڑتا۔

"امی۔۔۔ پلیز۔۔۔" آخر کپڑے استری کرتا چھوڑ کر اسے آگے بڑھنا ہی پڑا۔

" ٹینشن نہ لیں۔۔ بھائی۔۔ آپ ہی مان جائیں۔۔ صبا آپی ،سفینہ باجی سے بھی زیادہ اچھی ہیں۔۔ آپ ایک دفعہ۔۔۔"

"تم چپ رہو چھوٹی۔۔۔" وہ ڈانٹ کر بولا مگر پھر اماں کی حالت دیکھتے ہوئے پر سکون ہو کر بولا۔

"اچھا۔۔ اماں۔۔ ٹھیک ہے۔۔ لیکن ایک شرط پہ۔۔"

"پتہ ہے تیری شرط۔۔ کہہ دیا ہے میں نے انہیں کہ اس کا حلیہ ذرا درست کروائیں۔۔" وہ یہ سب صباء کے بارے میں کہہ رہی تھی۔

سیماب نے حیرت سے دونوں کو دیکھا جیسے سمجھنا چاہ رہی ہو کہ شرط کیا ہے؟ بھلے ہی وہ اٹھارہ

سال کی تھی، لیکن اپنی ماں کی تربیت میں رہ کر وہ خاصی سمجھدار ہو گئی تھی۔

"چل اب کچھ پیسے دیدے میں اور سیماب بازار سے کچھ چیزیں ہی لے آئیں۔"

"اچھا۔۔"اس نے منہ بنایا۔" یہ لیں۔۔" اس نے بمشکل ہی پیسے جیب سے نکال کر

دیئے۔

"بھائی۔۔۔میرے پیسے؟؟؟" وہ ہاتھ آگے کرتے ہوئے بڑے ناز سے بولی جس پہ وہ ہنس پڑا۔

"اماں کو دے دیئے ہیں۔۔" اس نے اپنا موڈ خوشگوار کیا۔

"چل۔۔یہ لے کیا یاد کرے گی۔۔" اس نے اسے بھی پیسے نکال کر دیئے۔

"شکریہ بھائی۔۔ شکریہ۔۔"

☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read